# عباداللہ بننا لازم ہے ہم پر۔ اگر ہم اللہ کے بندے بن جائیں تو خدا کی ساری کائنات ہماری ہو جائے گی

(خطبہ جمعہ فرمودہ 21 / مارچ 1997ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات کریمہ کی تلاوت کی:

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۶۱﴾ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۲﴾ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ؕ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۳﴾

(یٰس: 61 تا 63)

پھر فرمایا:

ان کا ترجمہ یہ ہے اے بنی آدم کیا میں نے تم پر یہ عہد فرض نہیں کر دیا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرو اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ وہ تو تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے، یقیناً وہ تو تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے اور میری عبادت کرو یہ صراط مستقیم ہے اور وہ تو اس سے پہلے تمہی میں سے بہت بڑی تعداد میں مخلوق کو گمراہ بنا چکا ہے۔ لَقَدْ میں اس سے پہلے کا مضمون داخل ہے وہ پہلے ہی یہ کام کر چکا ہے تم جانتے ہو کہ بڑی بھاری تعداد مخلوق میں سے ایسی ہے جسے اس نے گمراہ کر دیا۔ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ تو کیا تم عقل والوں میں سے نہیں بنو گے۔ ایسے نہیں ہو گے جو عقل رکھتے ہوں یا عقل سے کام لیں، عقل استعمال کریں۔

یہ جو آیات ہیں ان کا تعلق اسی مضمون سے ہے جو گزشتہ چند خطبات میں اب تک جاری رہا ہے سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بخشش کے حصول کے لئے اس کے اس وعدے سے ہم کیسے استفادہ کر سکتے ہیں جس میں وہ فرماتا ہے کہ اے میرے بندو میری بخشش سے مایوس نہ ہو، میں چاہوں تو تمام گناہ بخش سکتا ہوں۔ اس عظیم وعدے کے بعد پھر وہ کونسی شرائط ہیں جن کی پابندی کے نتیجے میں ہم اللہ تعالیٰ کی اس وسیع رحمت کی مغفرت کی چادر کے نیچے آ سکتے ہیں۔ رحمت کی مغفرت میں نے اس لئے کہا کہ رحمت ہی سے مغفرت پھوٹتی ہے اور بنیادی صفت اللہ تعالیٰ کی جو اس کی مغفرت کے زیر سایہ ہر مخلوق کو ڈھانپنے والی ہے وہ رحمانیت کی صفت ہے۔

پس یہ وہ مضمون ہے جس کو آسان کرنے کی خاطر میں نے قرآن کریم کی سورۃ الفرقان کی وہ آیات آپ کے سامنے رکھیں جس میں مضمون شروع ہی عِبَادُالرَّحْمٰنِ کے تذکرے سے ہوتا ہے۔ اگر تم مغفرت کی تمنا رکھتے ہو تو مغفرت تو رحمان سے ہوگی اور رحمٰن کے بندے بننا پڑے گا۔ اگر رحمٰن خدا کے بندے بن سکتے ہو تو پھر تمہاری مغفرت کی توقعات برحق ہوں گی۔ اگر رحمٰن کے بندے نہیں بنتے اور توقعات یہ ہوں کہ جو فیض رحمانیت کا ہے وہ تمہیں پہنچے تو اس توہم کو دل سے نکال ڈالو۔ اللہ تعالیٰ کوئی فرضی چیز نہیں ہے جو آپ کے جذبات کی، آپ کی امنگوں کی پیداوار ہو۔ آپ کے جذبات اور آپ کی امنگوں کو خدا تعالیٰ کی حقیقت کے سامنے سرنگوں ہونا ہوگا۔ وہ حق ہے، ایک دائمی حقیقت ہے کسی انسان کے تصور کی پیداوار نہیں۔ انسان کے تصور کو اس کے سامنے جھکنا ہوگا اور وہی رنگ اختیار کرنے ہوں گے جن کی وہ انسان سے توقع رکھتا ہے۔ اس پہلو سے وہ آیات میں نے آپ کے سامنے رکھی ہیں جن میں عِبَادُالرَّحْمٰنِ بننے کے متعلق قرآن کریم نے کچھ توقعات آپ کے سامنے رکھیں کہ عِبَادُالرَّحْمٰنِ بننا چاہتے ہو تو یہ بن جاؤ، یہ بن جاؤ، یہ بن جاؤ۔ یہ نہ بنو، وہ نہ بنو اس طرح تم عِبَادُالرَّحْمٰنِ کے زمرے میں داخل ہو سکتے ہو۔

اب ان آیات میں جن کی میں نے تلاوت کی ہے ان آیات میں ایک ایسی شرط رکھ دی گئی ہے جو اگر آپ پوری نہ کریں تو عِبَادُالرَّحْمٰنِ بن سکتے ہی نہیں اور وہ شرط ہے **عباد الشیطان** نہ بنو۔ تو پہلے اس منفی شرط کو پورا کریں تو پھر مثبت دائرے میں داخل ہو سکتے ہیں۔ اگر یہ منفی شرط پوری نہ کی جائے تو جو مثبت دائرے ہیں جو اعلیٰ درجے کے نتائج حاصل ہو سکتے ہیں وہ ممکن ہی نہیں۔ بعض پرہیز اگر

نہ ہوتو کوئی دوا فائدہ نہیں دیتی۔ بعض زہر کھائے جائیں تو اس کے نتیجے میں تریاق کی تلاش بے کار ہوگی۔ اگر آپ زہر کھائیں اور کھاتے رہیں تو تریاق بھی بے کار ہوگا۔ تو یہ جو آیات ہیں یہ اس زہر سے تعلق رکھتی ہیں جس کے ہوتے ہوئے خدا کی رحمت کا تریاق آپ سے کھینچ لیا جائے گا وہ آپ کو عطا ہی نہیں ہوگا۔

اور عجیب بات ہے کہ ان آیات کا بھی درحقیقت تعلق سورہ فاتحہ ہی سے ہے جہاں رحمانیت کے مضمون کو خوب کھول کر پیش فرمایا گیا ہے، عبادت کے مضمون کو خوب کھول کر پیش فرمایا گیا ہے۔ اور اس بات کو سمجھنے کے نتیجے میں آپ کو بہت سی ایسی باتیں سمجھ آ جائیں گی جن کے نتیجے میں آپ شیطان کی عبادت سے بچ سکتے ہیں ورنہ یہ کہہ دینا کہ شیطان کی عبادت سے بچو اور اس کا تفصیلی طریقہ نہ سمجھانا یہ اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو بہت سی جگہوں پر کھولا ہے کہ شیطان کی عبادت ہوتی کیا ہے، کیسے اس سے بچنا ہے۔ مگر اس جگہ سورہ فاتحہ کے حوالے سے اس بات کو کھول کر بیان فرمایا گیا ہے یعنی بظاہر یہ اشارے ہیں لیکن ہر اشارے میں کھلے مضمون شامل ہیں۔

اب دیکھ لیں آپ اس کا سورۃ فاتحہ سے تعلق وَّاَنِ اعْبُدُوْنِیْ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ (یٰسٓ:62)۔ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ؕ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ تو ایک ایک بیچ کا لفظ چھوڑ دیا گیا اور سورۃ فاتحہ کے اہم ایسے الفاظ استعمال کئے گئے جو آپ کا ذہن لازماً سورۃ فاتحہ کے رستے پر ڈال دیں۔ الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کے بعد مغضوب کا لفظ چھوڑ کے پھر الضَّآلِّیْنَ کا لفظ استعمال فرمادیا گیا۔ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِیْرًا۔ تو یہ عجیب اللہ کی شان ہے کہ جگہ جگہ وہ نشان راہ مقرر فرماتا چلا جاتا ہے۔ تفصیل کے ساتھ سورۃ فاتحہ کو نہیں دہرایا گیا مگر اتنے قطعی نشان دے دیئے ہیں سورہ فاتحہ کے کہ کسی انسان کا دماغ اس رستے سے بہک سکتا ہی نہیں۔

پس اِیَّاكَ نَعْبُدُ سے شروع ہو کر الضَّآلِّیْنَ تک کے مضامین کے حوالے دے کر آپ کو بتایا گیا ہے کہ شیطان کی عبادت کرو گے تو یہ نعمتیں تمہیں نصیب نہیں ہوسکیں گی۔ اس کی سچی عبادت، صراط مستقیم اور ضالین کی لعنت سے بچنے کی جو نعمتیں ہیں یہ تمہیں نصیب نہیں ہوسکتیں۔ اب یہ تو نشان دہی ہوگئی مگر آگے شیطان کو پہچاننے والی باتیں یا اس کی عبادت سے بچنے کے طریق کہاں گئے۔ وہ دراصل اس سے پہلے جو مضمون ہے سورۃ فاتحہ کا، اس میں بیان ہوئے ہیں اور اس طرف یہ

آیات اشارہ کر رہی ہیں بلکہ کھلم کھلا انگلی اٹھا کر دکھا رہی ہیں۔ جب آپ سورۃ فاتحہ کے اس حصے پہ پہنچتے ہیں اِیَّاکَ نَعۡبُدُ ہم تیری عبادت اور صرف تیری عبادت کرتے ہیں تو کیوں یہ فیصلہ دل میں کرتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ اس سے پہلے خدا تعالیٰ اپنا ایک تعارف کروا چکا ہے اور وہ تعارف ہے کہ وہ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ہے، وہ الرَّحۡمٰنِ ہے، وہ الرَّحِیۡمِ ہے، وہ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ہے۔ یہ چار صفات اگر کسی وجود میں ہوں تو بے اختیار اس کی عبادت کے لئے روح آمادہ ہوتی ہے اور ان چار صفات کا علم کافی نہیں جو محض ذہن سے تعلق رکھتا ہو۔ ان چار صفات کے ایسے علم کی ضرورت ہے جو حق الیقین ہو اور کامل طور پر اعتماد ہو کہ ہاں یہی ہے۔ اگر یہ چار صفات آپ کو کسی جگہ دکھائی دیں گی تو لازماً روح عبادت کرے گی اس وجود کی۔ اب شیطان کو پہچاننے کا طریقہ سمجھا دیا۔ فرمایا اگر تم رحمانیت میں بھی شیطان کی طرف جھک رہے ہو، غیر اللہ کی طرف جھک رہے ہو، اگر تم رحیمیت میں بھی غیر اللہ کی طرف جھک رہے ہو، اگر تم ربوبیت میں سب سے پہلے کہنا چاہئے تھا، ربوبیت میں غیر اللہ کی طرف جھک رہے ہو، رحمانیت میں، رحیمیت میں اور اسی کو مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ سمجھتے ہو تو پھر لازماً تم اس کی عبادت کرو گے۔ پھر تم اس مقام تک پہنچ ہی نہیں سکتے جہاں سے روح کی گہرائی سے یہ آواز اٹھے اِیَّاکَ نَعۡبُدُ اور اس میں شیطانی صفات کو منفی انداز میں اس طرح پیش فرما دیا کہ ربوبیت جہاں نہیں ہے وہاں ربوبیت رکھ دینا، رحمانیت جہاں نہیں ہے وہاں رحمانیت تصور کر لینا، رحیمیت جہاں نہیں ہے وہاں اس مقام کو رحیمیت کا مقام سمجھ بیٹھنا، جہاں ملکیت نہیں اور مالکیت نہیں وہاں ملکیت اور مالکیت کو تصور میں لانا اور اس پہلو سے اگر تم کرو گے تو لازماً مشرک بنو گے اور عبادت کا رخ یکسر بدل جائے گا اور شرک کی سب سے خطرناک تعریف یہ ہے جو اس آیت میں کی گئی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تم سے میں نے عہد نہیں لے رکھا تھا کہ شیطان کی عبادت نہیں کرو گے۔ پس اس عبادت کے لفظ کے ساتھ یہ عہد لینا کہ شیطان کی عبادت نہیں کرو گے اس نے اس مضمون کو خوب کھول دیا کہ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ خدا کو کہو اور رب اور رحمان اور رحیم اور مالک شیطان کو سمجھو یہ وہ عبادت ہے جس سے ہم نے تمہیں روکا تھا۔

اور لفظ اَعۡهَدۡ اِلَیۡکُمۡ کا محاورہ عام عہد سے مختلف ہے۔ ایک عہد ہوتا ہے جس میں دو طرف شریک ہوتے ہیں اس کو معاہدہ کہا جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے جو انبیاءؑ سے میثاق لئے

ہیں ان میں دو طرفہ عہد ہے تم یہ کرو تو میں یہ کروں گا۔ ایک عہد ہوتا ہے جو ایک غالب اور مقتدر ہستی اپنے ماتحتوں سے لیتی ہے اور اس میں دو طرفہ عہد کی شقیں نہیں ہوتیں۔ تم مجھ سے وعدہ کرو کہ آئندہ یہ کام نہیں کرو گے، جب آپ یہ کہیں کسی بچے کو اور اس کو مجبور کریں کہ وہ آپ سے یہ عہد کرے تو یہ اَعۡهَدۡ اِلَيۡكُمۡ والا مضمون ہے۔ چنانچہ حضرت امام راغب لکھتے ہیں کہ یہ مضمون اس طرح کا ہے کہ کسی پر عہد فرض کر دینا اور اس کی حفاظت کی تلقین کرنا (المفردات فی غریب القرآن زیر لفظ عهد)۔ تو فرمایا کہ ہم نے کیا ہمیشہ سے تم پر یہ عہد فرض نہیں کر دیا تھا اور لازم نہیں کر دیا تھا کہ شیطان کی عبادت نہیں کرنی۔ اگر تم اس کی عبادت کرو گے تو اِيَّاكَ نَعۡبُدُ کا تعلق ہم سے کٹ جائے گا۔ پس اب پہچاننے کے طریقے کیا ہمارے سامنے آئے۔ اب دنیا میں جہاں جہاں بھی شیطان کی عبادت ہو رہی ہے یا غیر اللہ کو مالک سمجھنے کے نتیجے میں ہو رہی ہے غیر اللہ سے چار صفات کھینچ لیں تو آپ کی جوتی کی نوک بھی اس وجود کو سجدے نہیں کرے گی کیونکہ ہر سجدہ ایک منفعت کو چاہتا ہے ہر عبادت کے نتیجے میں کچھ حاصل ہوتا ہے اور جہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے نتیجے میں صراط مستقیم نصیب ہوتی ہے وہاں شیطان کی عبادت کے نتیجے میں الضَّآلِّيۡنَ کا مقدر ملتا ہے۔

یہ باتیں ساری ان آیات میں اپنے اپنے مقام پر رکھ دی گئی ہیں اور جب آپ ان کو کھول کر پڑھتے ہیں تو حیرت انگیز اس میں ایک ربط ہے، اس مضمون میں ایک تسلسل ہے، ایک گہرائی ہے اور ایک بات کو سمجھنے سے دوسری بات از خود سمجھ آنے لگتی ہے۔ پس اس پہلو سے میں اس آیت کے بعض دوسرے پہلو آپ کے سامنے کھولتا ہوں۔ کیا میں نے تم سے یہ عہد نہیں لیا تھا یا تم پر یہ عہد فرض نہیں کر دیا تھا لَّا تَعۡبُدُوا الشَّيۡطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ وہ تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے۔ اب سب سے پہلے یہ دیکھنے والی بات ہے کہ شیطان کو ایک جگہ تو یہ فرمایا گیا ہے کہ وہ کھلا کھلا دشمن ہے اور دوسری جگہ یہ فرمایا گیا کہ اِنَّهٗ يَرٰىكُمۡ هُوَ وَقَبِيۡلُهٗ مِنۡ حَيۡثُ لَا تَرَوۡنَهُمۡ ؕ اِنَّا جَعَلۡنَا الشَّيٰطِيۡنَ اَوۡلِيَآءَ لِلَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ (الاعراف:28) کہ شیطان تو ایسا ہے کہ وہ تمہیں وہاں وہاں سے دیکھ کر تم پر حملے کرتا ہے جہاں جہاں سے تم اسے دیکھ نہیں سکتے۔ تو کھلا کھلا کیسے ہو گیا۔

شیطان کھلا کھلا دکھائی دینے والا نہیں لیکن اس کی دشمنی ضرور تمہیں دکھائی دے جائے گی، یہ وہ مضمون ہے عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ ہونا اس کا ثابت ہے جن رستوں سے خدا تعالیٰ تمہیں روک رہا ہے جب

قومیں اس رستے پر چلتی ہیں تو لازماً نقصان اٹھاتی ہیں۔ پس پہچانیں یا نہ پہچانیں کہ کس کی تحریص اور تحریک پر ہم ان رستوں پر چل رہے تھے مگر اس کا بد نتیجہ ضرور دیکھ لیتی ہیں تو تضاد نہیں ہے بلکہ مضمون کے بعض مختلف پہلوؤں کو مد نظر رکھ کر نصیحت فرمائی جارہی ہے وہ مختلف پہلو ایک دوسرے سے تعلق رکھتے ہیں۔

پس اس کا، شیطان کا عدو مبین ہونا اس طرح دکھائی دیتا ہے کہ جب بھی آپ اس کی پیروی کریں اس کے نتیجے میں فساد برپا ہو جاتا ہے اور اس عدو مبین کی پیروی کیوں کرتے ہیں جبکہ خدا فرمارہا ہے وہ تمہیں وہاں سے دیکھ رہا ہے جو تم اس کو دیکھ نہیں سکتے۔ وہ کون سا طریق ہے اس کا جس کے نتیجے میں تم اس کو پہچان نہیں سکتے۔ فرمایا اِنَّا جَعَلۡنَا الشَّيٰطِيۡنَ اَوۡلِيَآءَ لِلَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ۔ شیطان دوست بن کر آتا ہے اور جو دوست بن کر آئے جس کے دوستوں کے زمرے میں تم داخل ہو، جس کو تم اپنے دوستوں کے زمرے میں داخل کرلو اس کو تم پہچان نہیں سکتے پھر۔ اس لئے شیطان اور شیطانی صفات کے لوگوں سے دوستی کرنا انتہائی مہلک چیز ہے پھر تمہیں شیطان کے شر سے آگاہی نہیں ہوگی اور وہ تم پر حملہ کر دے گا۔

ایک تو یہ بات کھل گئی کہ شیطان تو نظر نہیں آتا مگر شیطان کے اولیاء اپنے بداعمال، بد کرداری کی وجہ سے دکھائی دے دیتے ہیں۔ اپنے اولیاء میں وہ ظاہر ہوتا ہے اس لئے پیشتر اس کے کہ تم اس کے اولیاء میں داخل ہو جاؤ اس کے اولیاء کو پہچانو اور ان سے پرہیز کرو اپنی مجلسوں کی حفاظت کرو، بدکردار لوگوں سے دور بھاگو۔ خدا کے خلاف بدزبانیاں اور بدتمیزیاں کرنے والوں کو اپنی مجلس میں کوئی راہ نہ دو۔ ان لوگوں سے توبہ کرو تو پھر تم خدا کی عبادت کے قریب تر ہو سکتے ہو۔

ایک موقع پر کالج کے طالب علم تھے، حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ سے یہ گزارش کی کہ میرے دل میں دہریت کے خیالات پیدا ہوتے ہیں اور میں مقابلہ کرنے کی کوشش کرتا ہوں، دباتا ہوں لیکن وہ دبتے نہیں۔ آپ نے فرمایا تمہارا کوئی ساتھی ایسا ہے جو دہریہ ہے اس سے کنارہ کشی اختیار کرو۔ کیونکہ بعض دفعہ وہ کہتا بھی نہیں مگر اس کے دل کے خیالات دوسرے انسان کے دل میں منتقل ہو جاتے ہیں، نمازی اگر ساتھ کھڑا ہوا کچھ اور سوچ رہا ہے تو نماز پڑھنے والے کی نماز کی توجہ میں فرق پڑے گا اور یہ ایک تجربہ شدہ حقیقت ہے، یہ کوئی توہمات سے تعلق رکھنے والی بات نہیں ہے۔ جس مجلس میں آپ بیٹھتے ہیں وہاں خیالات از خود ایک دوسرے کی طرف منتقل ہو رہے ہوتے ہیں گو تعیّن سے نہیں کہا جا سکتا

کہ کس کے خیالات کس طرف جارہے ہیں مگر خاموشی سے بیٹھیں تو مجلس میں خیالات از خود منتقل ہوتے ہیں اور کسی ظاہری سائنسی ذریعے سے ان کے انتقال کو ثابت نہیں کیا جا سکتا مگر ہوتے ضرور ہیں۔

پس صحبت شیطان کی اگر براہ راست نہ پہچانی جاسکے تو اس کے اولیاء سے پہچانی جائے گی جو شیطان کے اولیاء ہیں وہ ویسا رنگ اختیار کرتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اَلَآ اِنَّ اَوۡلِيَآءَ اللّٰهِ (یونس:63) مخاطب کر کے ان کی صفات بیان فرمائیں جو خدا کے ولی ہیں۔ تو اللہ کے ولی اپنی صفات سے پہچانے جاتے ہیں۔ ان کے رنگ بدل جاتے ہیں، ان کا اٹھنا بیٹھنا مختلف ہو جاتا ہے، ان کی چال ڈھال الگ ہو جاتی ہے۔ یہ ہوسکتا ہے کہ اللہ کا ولی ہو اور ایک بدکردار انسان اور دونوں میں فرق نہ پتا لگے؟ پس خدا تعالیٰ نے لفظ اولیاء میں اس شیطان کو سمجھنے کی چابی رکھ دی۔ ایک طرف فرمایا وہ دکھائی نہیں دیتا۔ پھر فرمایا اس سے بچ کے رہو۔ اب انسان کہے گا جو دکھائی ہی نہیں دیتا، ہمیں پتا ہی کچھ نہیں بچیں کس طرح۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ اولیاء بن کر تمہارے پاس آئے گا، تمہارا ولی بن کے آئے گا اور جو بھی شیطانی بات کرے گا شیطان کا ولی بنے گا، وہ پہچانا جاتا ہے کیونکہ ولی کے اندر اس کی صفات ظاہر ہوتی ہیں۔ اب اللہ کے ولیوں سے آپ کو خدا کی شناخت تو ہوتی ہے مگر ان کی ذات میں خدا تو نہیں ہوتا، صفات جلوہ گر ہو جاتی ہیں۔ پس لازماً شیطان کے اولیاء میں شیطان کی صفات جلوہ گر ہو جاتی ہیں وہاں وہ دکھائی دینا چاہئے اور دکھائی دیتا ہے۔ پس ایسے لوگوں سے پرہیز اور اپنے تعلقات کی حفاظت کرنا، نہ ایسے لوگوں کو گھروں میں آنے دیں، نہ ان کے گھروں میں جائیں، نہ ان سے مجلسیں لگائیں جن کی باتوں میں آپ کو کوئی بھی دین کے خلاف بو آتی ہو جن میں اللہ اور اس کے رسول کا احترام نہ ہو۔

چنانچہ قرآن کریم نے ایسے لوگوں کی مجالس کا ذکر کر کے فرمایا ہے کہ جہاں دین سے مذاق ہو رہا ہو وہاں سے اٹھ جایا کرو لیکن فرمایا کہ اگر دوبارہ جاؤ اور پھر تمہیں یہ محسوس ہو کہ تمہارے دل پر کوئی زنگ لگا ہے تو پھر کلیۃً ان سے تعلق کاٹ لو۔ عارضی علیحدگی ابتداء کے لئے ہے جب عارضی علیحدگی کے بعد وہ دوسری باتوں میں مصروف ہوں اور پھر تم ان کے پاس جا کے بیٹھ جاؤ اور ان کی بدکرداری میں فرق نہ آئے اور تمہیں یہ خطرہ محسوس ہو کہ تم ان کا اثر قبول کرنے لگے ہو تو پھر تم پر لازم ہے کہ ان سے کلیۃً تعلق کاٹ لو ورنہ تم بالکل ان جیسے ہو جاؤ گے۔ پس یہ اولیاء الشیطٰن کو پہچاننے کے طریقے قرآن کریم نے نہ صرف اس آیت میں جس کا میں نے حوالہ دیا ہے بلکہ اور آیات میں بھی

خوب کھول کر بیان فرما دیئے ہیں۔

تو اپنی سوسائٹی کی حفاظت کریں، اپنی سوسائٹی سے اپنے بچوں کو بچائیں، اپنی بیویوں کو بچائیں، بیویاں اپنے خاوندوں پر نگاہ رکھیں اور ہماری سوسائٹیاں شیطان کے دوستوں سے کلیۃً کٹ جانی چاہئیں اور الگ ہو جانی چاہئیں۔ یہ ایک طریق ہے بچنے کا، مگر اور بھی بہت سے طریق اسی آیت نے ہمیں سکھا دیئے ہیں۔ الرَّحْمٰنِ ، رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ، اللہ ہے جب بھی ایک انسان خدا کی ربوبیت کو چھوڑ کر غیر اللہ کو رب سمجھتا ہے تو خدا تعالیٰ نے ربوبیت کی جتنی شرائط مقرر فرما رکھی ہیں ان سب کو نظر انداز کر دیتا ہے اور یہ سب سے بڑا محرک شیطان کی عبادت کا ربوبیت ہے دنیا میں سب سے بڑے فتنے اقتصادی فتنے ہیں۔ بڑی بڑی قومیں جو دنیا میں ناانصافی کرتی اور دوسری قوموں پر ظلم کرتی ہیں، اپنی ذات میں بعض دفعہ بڑی مہذب ہوتی ہیں۔ وہ سیاست دان جو یہ ظالمانہ فیصلے کرتے ہیں کہ فلاں قوم کے اقتصادی وسائل کو کاٹ ڈالو اگر وہ تمہارے ہاتھ نہیں آتے، وہ اپنے روزمرہ کے معاملات میں بہت با اخلاق اور شریف النفس، ادب سے بات کرنے والے اور آدمی حیران ہو جاتا ہے کہ دیکھو کتنی سلجھی ہوئی قومیں ہیں لیکن جہاں ربوبیت کا معاملہ آیا وہاں ان کا شیطان کو رب قبول کر لینا اتنا کھل کر سامنے آ جاتا ہے کہ کسی دیکھنے والے کے لئے شک کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔ تمام دنیا کی بڑی بڑی قوموں پر نظر ڈالیں وہ کتنے دعوے کرتے ہیں اپنی عظمتوں کے، اپنی تہذیب و تمدن کی فضیلت کے، اپنے اعلیٰ اخلاق کے مگر جہاں بھی ربوبیت کا مسئلہ ہوگا وہ شیطان کے سامنے سر جھکائیں گے، ہرگز کوڑی کی بھی پرواہ نہیں کریں گے کہ اللہ ان سے کیا تقاضے کر رہا ہے۔ اگر قوم کے راہنما ربوبیت یعنی رزق کے معاملے میں قوم کے مفاد پر کسی اور قوم کے مفاد کو اس لئے ترجیح دیں کہ اللہ یہ چاہتا ہے تو ان کو اس منصب پر رہنے ہی نہیں دیا جائے گا اس لئے کچھ ان کی بے اختیاری بھی ہے، ساری قوم شیطان کی عبادت کر رہی ہے اور یہ عام طور پر انسان کا حال ہو چکا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم دعویٰ میری عبادت کا کرو اور مجھ سے توقع رکھو کہ میں اس کے فوائد تمہیں پہنچاؤں اور تمہارا ہر فعل شیطان کی عبادت میں ڈھلا ہوا ہو اور تم مجسم اس کے بندے بن چکے ہو تو بیک وقت ایسی باتیں کیسے ممکن ہیں، دو حکومتوں کے سامنے بیک وقت سجدہ نہیں ہو سکتا یا اس کو کرو گے یا اس کو کرو گے۔

پس عبادت کا مضمون شرک کے رد کرنے سے تعلق رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ شرک

سے توبہ کئے بغیر تم عباد اللہ کی صف میں داخل ہو نہیں سکتے اور تمہاری دعائیں قبول ہی نہیں ہوں گی۔ اب اس پہلو سے جب آپ اِيَّاكَ نَعْبُدُ کو دوبارہ دہرا کے دیکھیں تو اور عظیم مضمون آپ کو دکھائی دینے لگیں گے۔ جب آپ کہتے ہیں اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ تو اس میں ایک تو یہ عجز کا اظہار ہے ہم عبادت تیری کرنا چاہتے ہیں کیونکہ جو صفات تو نے پیش فرمائی ہیں اگر کوئی یقین کے ساتھ ان کو سچا مان جائے تو اس کے سوا چارہ ہی نہیں رہا۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ میں کوئی احسان نہیں ہے اللہ تعالیٰ پر کہ ہم نے فیصلہ کر لیا تیری عبادت کریں گے۔ یہ کہنے کا طریق ہے کہ تو نے اور چھوڑا کیا ہے جس کی عبادت کریں جب رب بھی تو، رحمٰن بھی تو، رحیم بھی تو اور مالک بھی تو، تو ہم پاگل ہو گئے ہیں جو کسی اور کی طرف جھکیں عبادت کے لئے۔ کوئی رہا ہی نہیں باقی۔

تو اِيَّاكَ میں یہ نفی جو غیر اللہ کی ہے، لَآ اِلٰهَ کی یہ کامل ہونی چاہئے۔ جتنی یہ کامل ہوگی۔ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کی دعا اتنی ہی مقبول ہوگی۔ اس مقصد کو سمجھے بغیر جب آپ دعائیں کرتے ہیں تو بسا اوقات سمجھ ہی نہیں آتی، دعائیں تو ہم بڑی کر رہے ہیں مگر قبول نہیں ہو رہیں۔ اے خدا ہم تیری عبادت کرنا چاہتے ہیں۔ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ تجھ سے مدد چاہتے ہیں، ادھر سے جواب ہی نہیں ملتا۔ ساری عمر کی عبادتیں اسی طرح غیر اللہ کے لئے وقف رہتی ہیں یا بے ثمر رہ جاتی ہیں، پھل نہیں لگتا اس لئے کہ عملی زندگی ان کی شیطان کی عبادت کر رہی ہوتی ہے۔ واقعاتی طور پر ان کا رزق غیر اللہ سے حاصل کیا جاتا ہے ان معنوں میں، ویسے تو سب رزق اللہ ہی سے ملتا ہے، کہ وہ خدا تعالیٰ کے احکامات کی نافرمانی کرتے ہوئے رزق کے ان ذرائع سے فائدہ اٹھاتے ہیں جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جائز نہیں ہیں۔ جہاں بھی یہ بات داخل ہوگی یا جب بھی کسی آزمائش کے وقت انسان یہ فیصلہ کرے کہ ٹھیک ہے میری بلا سے، اللہ کو پسند ہو یا نہ ہو میرا رزق یہاں سے مل رہا ہے میں ضرور لوں گا، وہیں اس کا ربوبیت سے رشتہ کٹ گیا۔ پھر وہ جب نمازیں پڑھے گا تو اس کی نمازوں میں مزہ آ ہی نہیں سکتا۔ وہ اس وہم میں مبتلا ہے کہ میں تو بڑی دفعہ کہتا ہوں۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ، اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اللہ مدد ہی نہیں کرتا میں کیا کروں۔ اس لئے مدد نہیں کرتا کہ تم اس راز کو سمجھ ہی نہیں سکے کہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ کی سچائی اس بات کو لازم کرتی ہے کہ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کی دعا قبول ہو اور یہ جو مضمون ہے اتنا تفصیل کے ساتھ، اتنا گہرائی کے ساتھ روزمرہ صادق آتا ہے کہ آدمی اگر آنکھیں کھول کر دیکھے تو

عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

جس جس معاملے میں بھی انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت حقیقت میں کررہا ہو خواہ ربوبیت کا معاملہ ہو خواہ رحمانیت کا، خواہ رحیمیت کا، خواہ مالکیت کا جہاں جہاں وہ سچا نکلے وہیں وہیں اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کی دعا جاگ اٹھتی ہے اور ان معاملوں میں ضرور خدا تعالیٰ مدد فرماتا ہے۔ پس آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ خدا کے جو بندے اس کے بندوں کی اعانت میں مصروف رہتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی اعانت اپنے اوپر فرض کر لیتا ہے۔ وہ خدا کے بندوں کی مدد کر رہے ہیں اللہ ان کی مدد کر رہا ہے خواہ پھر وہ منہ سے مانگیں نہ مانگیں یہ کام از خود جاری ہو جاتا ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جس کا رحمانیت کے ساتھ ایک بہت گہرا اور عجیب تعلق ہے جس کے متعلق میں انشاء اللہ آئندہ کبھی بیان کروں گا۔

رحمانیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بن مانگے دینے والا اور اِيَّاكَ نَعْبُدُ کی دعا بتاتی ہے کہ مانگو۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ یہ بظاہر تضاد کیوں ہے؟۔ ایک اس کا حل یہ ہے جو میں بیان کر رہا ہوں کہ جہاں جہاں بھی آپ خدا تعالیٰ کی صفات سے تعلق جوڑتے ہیں عملی زندگی میں وہاں وہاں مانگے بغیر بھی وہ دیتا ہے وہاں وہ رحمان بن کر نکلتا ہے اور جہاں آپ تعلق توڑ لیتے ہیں اس سے، وہاں بھی جب دیتا ہے اور دیتا ہے تو پھر بطور رحمٰن نہیں بطور رحیم دیتا ہے کیونکہ وہ مانگنے پر دیتا ہے۔ پس اس کے لئے وہ اعلیٰ درجے کی شرط نہیں ہے جو دوسرے معاملات میں خدا تعالیٰ نے عائد فرمادی ہے۔ مثلاً ایک مشرک، پتا ہے کہ اس نے دوبارہ شرک کرنا ہے مصیبت میں پھنسا ہوا کہتا ہے میں تیری مدد مانگ رہا ہوں اس لئے مانگ رہا ہوں کہ اور مدد باقی نہیں رہی۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ یہ تو کوئی وقت نہیں مانگنے کا، یہ تو کوئی طریقہ نہیں مگر پھر بھی مان لیتا ہے یہ اس کی رحیمیت سے تعلق رکھنے والا مضمون ہے یعنی مانگنے پر عطا کر دیتا ہے۔

رحمانیت کے متعلق آنحضرت ﷺ کی احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات بھی اس مضمون پر خوب روشنی ڈال رہی ہیں کہ جو عِبَادُالرَّحْمٰنِ بن جائیں وہ سوتے ہیں تو اللہ ان کے لئے جاگتا ہے، وہ اپنے مفاد سے بے خبر ہوتے ہیں اور اللہ ان سے باخبر ہوتا ہے ان کی حفاظت کرتا ہے، ان کو پتا ہی نہیں کہ دشمن کیا سازش کر رہا ہے اور اللہ تعالیٰ مستعد ہو کر دشمن کی ہر سازش کو حملہ بننے سے پہلے پہلے نابود کر دیتا ہے۔ پس رحمانیت اور رحیمیت دونوں اپنے اپنے مقام پر جلوے

دکھاتی ہیں کہیں نہ مانگنا خدا تعالیٰ کے قریب تر کر دیتا ہے کہیں مانگنا خدا تعالیٰ کے قریب تر کر دیتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی ذات میں یہ دونوں جلوے بڑے عظیم، حیرت انگیز صفائی سے ہمارے سامنے آتے ہیں مگر جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے انشاء اللہ آئندہ کسی خطبے میں اس مضمون پر جو ایک علیحدہ مضمون ہے تفصیلی بعد میں روشنی ڈالوں گا۔

اس وقت میں اس مضمون کی طرف واپس آ رہا ہوں کہ شیطان کی عبادت کی پہچان اب کیا ہوگی۔ پہلے اپنی ربوبیت کی حفاظت کریں یعنی اپنی رزق کی تمنا، اپنی دولت کی تمنا، اپنی جائیدادوں کی تمنا یہ سارے ربوبیت سے تعلق رکھنے والے مضامین ہیں ان کی نگرانی کریں اور حفاظت کریں۔ جہاں جہاں آپ غیر اللہ سے اپنے آپ کو چھڑا کر اللہ کی ربوبیت کے سائے تلے لے آئیں گے وہاں لازماً آپ کو خدا تعالیٰ کی عبادت ایسی نصیب ہوگی کہ ہر عبادت کے ساتھ وہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا جلوہ آپ پر پہلے سے زیادہ روشن ہوگا اور اِيَّاكَ نَعْبُدُ کے نتیجے میں اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کا مضمون ایک قانون قدرت کی طرح جاری ہوگا اس میں پھر کوئی روک پیدا ہو ہی نہیں سکتی لیکن سب سے بڑا فتنہ ربوبیت ہی کا فتنہ ہے یعنی غیر اللہ کو رب بنانا۔

پس فرمایا ہم نے تمہیں کہا نہیں تھا، عہد نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کو رب نہ بنانا، یہ مطلب ہے اس کی عبادت نہ کرو اور تم اس کو رب بنا بیٹھے ہو اور جب اس کو رب بنا بیٹھے ہو تو تمہارا سارا معاشرہ دکھوں سے بھر گیا ہے۔ یہ وہ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ہونے کا مضمون ہے۔ اب آپ دیکھیں جتنے بھی دنیا میں مسائل ہیں، جتنی مصیبتیں ہیں ان میں سب سے بڑی وجہ رزق کے حصول کی پاگلوں والی تمنا جو پھر کوئی بھی اخلاقی قدر اپنی راہ میں حائل نہیں ہونے دیتی۔ چور چوری کرتا ہے اور یہ رزق کی تمنا ہے اصل میں اس نے شیطان کو رب بنا لیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں کرنی، اس نے کہا میں نے تو رزق حاصل کرنا ہی ہے وہ جب کسی غیر کا دروازہ توڑتا ہے تو شیطان کے دروازے توڑ کر اس کے گھر میں داخل ہوتا ہے عملاً، یعنی جہاں تک اس کی روح کا تعلق ہوتا ہے وہ شیطان کو اپنا لیتا ہے اور یہ تمنا جتنی بڑھتی چلی جائے اتنا زیادہ سوسائٹی ظلم سے بھرتی چلی جاتی ہے۔ اس کا اگلا قدم ڈاکہ ہے، اگر گھر والے نے دیکھ لیا تو یہ خوف کہ مجھے پہچان نہ لیا ہو اس کے قتل پر اس کو آمادہ کر دیتا ہے۔ پھر یہ اور ظلم بڑھتا ہے تو گلیاں محفوظ نہیں۔ آتے جاتے یہاں تک بھی ہوتا ہے بعض معاشروں میں، امریکہ میں مثلاً واشنگٹن،

نیویارک وغیرہ میں روزمرہ کی بات ہے کہ کسی عورت کے ہاتھ میں بہت قیمتی گھڑی ہے اس کی کلائی میں یا سونے کا کڑا پہنا ہوا ہے تو اس نے تیز دھار کا آلہ مارا اور ہاتھ بھی کٹ گیا اور کڑا کھل کے زمین پہ گرا اور وہ اٹھا کے بھاگ گیا یعنی ایک کڑے کی خاطر یا ایک گھڑی کی خاطر ہاتھ کاٹنا ان کے لئے کچھ بھی نہیں، کوئی برائی بھی دکھائی نہیں دیتی تو عدو مبین ہوا کہ نہیں شیطان۔ جو معاشرے کو ایسے ایسے ظلموں سے بھر دے وہ تمہارا دوست کیسے ہو گیا اور جب یہ ظلم پھیلتے ہیں تو جگہ جگہ چوری ڈاکہ اور اس کے نتیجے میں لوٹ مار، رستوں پہ کھڑے ہو کر ڈاکے ڈالنا اور پھر جتنے مظالم ہوتے ہیں یہ دکھائی دے رہے ہیں معاشرہ چیخ رہا ہوتا ہے کہ یہ ظالم ہیں لیکن اسی معاشرے میں وہ شیطان کے دوست بس رہے ہیں جو ان شیطانی صفات کے نتیجے میں معاشرے کو دکھ عطا کر رہا ہے اور ہر شخص اگر اس مقام پر آ جائے جہاں اس کو حاصل ہو جائے کچھ تو وہاں دھوکے سے کام لینے میں کوئی بھی تردد نہیں کرے گا خواہ وہ پیسے دے کر عدالتوں سے اپنے حق میں جھوٹے فیصلے لے یا بچے چرا کر فیصلے لے، ہر ظلم ہی کی ایک قسم ہے جو شیطان کی دوستی کے مظاہر ہیں اور جب ساری سوسائٹی اولیاء الشیطان بن چکی ہو تو وہاں سے خیر کی کیا توقع ہو سکتی ہے۔

اور ربوبیت کا مضمون جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے سب سے اہم اور سب سے زیادہ وسیع طور پر انسانی زندگی پہ پھیلا پڑا ہے۔ چھوٹے بڑے امیر غریب سارے ممالک اس میں ملوث ہیں۔ تمام انسان اس میں ملوث ہیں، اگر احمدی بھی ملوث ہو گئے تو یہ لوگ بچیں گے کیسے۔ یہ سوال ہے جو میں اٹھانا چاہتا ہوں۔

ہوئی جن سے توقع، خستگی کی داد پانے کی (دیوان غالب:336)
وہ ہم سے بھی زیادہ خستہء تیغ ستم نکلے

پھر تو یہ حال ہے جو آپ پر صادق آئے گا۔ غالب کا یہ شعر کہ جن سے ہمیں توقع تھی کہ خستگی کی داد پائیں گے وہ تو ہم سے بھی زیادہ خستہ نکلے تو پھر تو دنیا اسے یہ کہے گی کہ تم سے ہم امیدیں لگائے بیٹھے تھے کہ تم ہمیں بچاؤ گے تم تو خود غیر اللہ کی عبادت کر رہے ہو۔ جب تمہارا اپنا رزق پاک صاف نہیں رہا تو بنی نوع انسان کے رزق کو کیسے پاک صاف کرو گے اور جب یہ حال ہو گا پھر اللہ آپ کا رب بنے گا کیسے؟۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ شیطان کو رب قبول کر لو اور اللہ رب بن جائے اور اللہ رب

نہ ہو تو کچھ بھی باقی نہیں رہتا، پھر تو سارا قصہ ہی ختم ہے۔

تو اس دنیا کو بچانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں تم وہ آخری خدا کی جماعت ہو اگر تم نہیں بچاؤ گے تو کوئی بچانے والا نہیں آئے گا۔ اتنی اہم ذمہ داریوں کو سمجھے بغیر آپ روزمرہ کی زندگی میں ایسے معاملات میں ملوث ہوں، کوئی دن نہیں ہوتا ڈاک میں جہاں ایسے خط نہ ملتے ہوں فلاں نے مجھے یہ کہا اتنے پیسے لے کے بھاگ گیا، فلاں اتنے پیسے کھا گیا فلاں مکر ہی گیا ہے کہ میں نے لئے تھے پیسے۔ کسی نے کہا کہ پیسے دو میں فلاں ملک پہنچاتا ہوں۔ ہم نے ڈھونڈا تو دیکھا، نظر آنا بند ہوا تو پتا لگا کہ آپ اس ملک میں پہنچ گیا ہے، وہاں بیٹھا ہوا ہے۔ اس قدر ظالمانہ کارروائیاں ہو رہی ہیں اور دعوے یہ ہوں کہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ دعائیں مانگیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں بعض ایسے لوگ۔ تو کس کی عبادت کر رہے ہیں مدد اس سے مانگیں پھر کیونکہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ نے شرط لگا دی ہے ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں اس لئے مدد کے لئے تیرا دروازہ کھٹکھٹا رہے ہیں اگر عبادت کسی اور کی کر رہے ہیں تو آواز آئے گی کہ اے لعنتیو! دور ہٹ جاؤ میرے دروازے سے۔ جس کا دروازہ تمہارے دل کھٹکھٹا رہے ہیں وہی تمہارا معبود ہے اسی سے جا کے مدد مانگو۔ تو دعاؤں کی قبولیت کا راز اس بات میں خدا تعالیٰ نے کھول دیا ہے اور کتنا کھل کر یہ مضمون سامنے آ جاتا ہے آپ اپنے تعلقات کو اللہ تعالیٰ سے ٹھیک کریں، اپنی عبادت کا رخ اس طرف پھیریں اور یہ ہو نہیں سکتا جب تک شیطان کی عبادت سے کلیۃً اجتناب نہ کریں۔ اب یہ کوئی ایسا کام نہیں ہے جو سمجھ میں نہ آ سکے۔ سمجھ میں صاف آ گیا ہے اور پھر اگر ہاتھ نہ پڑے پھر بھی یہی آیت آپ کے کام آئے گی مگر پھر اس میں ایک اور درد کا پیدا ہونا ضروری ہے۔

ایک انسان ایک بددیانتی کے معاملے میں ملوث ہے، گندی عادتیں پڑ چکی ہیں اور کئی قسم کی اقتصادی بے راہ روی کا عادی ہو گیا ہے، وہ تعلق توڑنا چاہتا ہے ان باتوں سے، خدا کے حضور حاضر ہونا چاہتا ہے کہ اے خدا جو پاک رزق تو عطا کرے وہی میرے لئے کافی ہے اور بس نہیں چلتا تو اس وقت یہی دعا اور طرح کام آتی ہے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اے خدا ہم تیری عبادت کرنا چاہتے ہیں مگر ہو شیطان کی رہی ہے اس لئے ہم تجھ سے مدد مانگ رہے ہیں۔ کچھ ایسا کر ہمارے لئے کہ ہمیں اپنی عبادت نصیب فرما۔ جب دل میں درد پیدا ہو اور یہ دعا اس مضمون کے ساتھ کی جائے تو

پھر اس کا اثر آپ ضرور دیکھیں گے لازماً ظاہر ہوگا۔ پس اللہ تعالیٰ نے تو ہر توقع جو انسان سے رکھی ہے، اپنے بندوں سے، اس کو آسان کر کے دکھا دیا ہے کھول کھول کر سمجھا دیا ہے یہ طریق اختیار کرو، یہ طریق اختیار کرو تو پھر تم میری راہ پر قدم رکھنا مشکل نہیں پاؤ گے، وہ راہ آسان ہوتی چلی جائے گی۔

وَّاَنِ اعۡبُدُوۡنِیۡ ؕ ہٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِیۡمٌ سیدھی بات یہ ہے میری عبادت کرو سیدھے رستے پر چل پڑو گے کوئی خطرہ نہیں، کوئی وہاں ڈاکہ نہیں، کوئی چور اچکا نہیں آسکتا اور وہ ترقی کی راہ وہ ہے اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ والی۔ ان لوگوں کی راہ ہے کہ اے خدا جن پر تو نے نعمتیں نازل فرمائیں۔ تو ہر انسان اپنی سر بلندی کے لئے یا نعمتوں کے حصول کے لئے یا رزق میں برکت کے لئے دنیا میں جھک مارتا پھرتا ہے ساری توجہات، ساری محنتیں ان چیزوں کے لئے وقف کر رکھی ہیں اور جو آسان سیدھا رستہ خدا نے سمجھا دیا ہے اس پر چل کے دیکھتا نہیں اس وجہ سے کہ یقین کی کمی ہے اور اگر یقین کی کمی ہے تو پھر جس پر یقین زیادہ ہے اس کی عبادت ہوگی جس پر یقین کم ہے اس کی نہیں ہوگی تو یہ شرک کی پہچان کا پیمانہ بن گیا اور اللہ تعالیٰ پر کس حد تک یقین ہے، یہ پہچاننا ہو تو اپنے روزمرہ کے ردعمل سے آپ لازماً پہچان سکتے ہیں، یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اس بارے میں کسی قسم کا شک وشبہ باقی رہے۔

آگے رحمانیت کا مضمون ہے۔ جب بھی آپ بنی نوع انسان کو یا ان میں سے بڑے لوگوں کو رحمان سمجھیں تو جب کوئی مشکل پڑے ان کی چوکھٹ پہ جا کے رحمان، رحمان کی آوازیں دیتے ہیں اور ان سے تعلق بعض دفعہ اس طرح بھی رکھتے ہیں جیسے رحمانیت کا اپنے بندوں سے تعلق ہے یا بندوں کا رحمان سے ہے بن مانگے دینے کا مضمون بھی یہاں بالکل بعینہٖ صادق آتا ہے۔ بہت سے انسان بڑے لوگوں سے اس لئے تعلق نہیں رکھتے کہ ہم ان سے مانگیں گے بلکہ وہ تعلق ہی میں بن مانگے کے فائدے پیش نظر رکھتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ یہ تعلق ایسے ہیں جن کے نتیجے میں فائدہ پہنچنا ہی پہنچنا ہے۔ شاہ کا مصاحب بنا ہوا اتراتا پھرتا ہو بڑے لوگوں سے واسطے ہوں، بڑی چوکھٹوں پر جاتا ہو تو اردگرد کے فوائد اسے خود بخود ملتے ہیں، ضروری نہیں کہ اس سے مانگے۔ کوئی آج کل یہ نظر رکھتا ہو کہ نواز شریف صاحب کے محل سے کون نکلتا ہے اور کون جاتا ہے یا اس سے پہلے بھٹو صاحب کے محل سے کون نکلا کرتا تھا اور کون جاتا تھا یہ باتیں اتنی ہی کافی ہیں اس کے لئے اور ایسے لوگوں کی چٹھیاں پھر مچلکوں کی طرح چلتی ہیں۔

اور ایک دفعہ ایک تحقیق کے نتیجے میں واقعۃً ایسی باتیں سامنے آئیں کہ جن لوگوں کو حکومت کے قریب سمجھا گیا وہ یہ بھی نہیں کہتے تھے کہ فلاں نے ہمیں یہ کہا ہے اور فلاں طرف سے آرڈر آیا ہے وہ صرف دو حرف ڈال دیتے تھے کہ یہ کام کرنا ہے اور وہ کام ہو جاتا تھا، بڑے بڑے افسروں کی مجال نہیں تھی کہ یہ جاننے کے باوجود کہ فلاں کا دوست ہے یا آنا جانا رکھتا ہے وہاں اس کے حکم کا انکار کر سکیں۔ تو رحمان یہ بن جاتے ہیں ان معنوں میں کہ بن مانگے دینے والے بن گئے ہیں ان کے کہنے کی ضرورت نہیں اور اگر کہہ کے مانگیں تو اکثر انکار ہی ہو جائیں گے۔ تو انسان رحمٰن کسی اور کو سمجھے اور اللہ سے تعلق رکھے یعنی بظاہر، اور کہے اے رحمٰن تیری صفت رحمانیت نے ایسا میرے دل کو کھینچا ہے کہ اب میں یہ فیصلہ کرتا ہوں اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

تو جو ربوبیت کی چمک تھی، ربوبیت کی کشش تھی وہ اپنی جگہ کام کر رہی ہے۔ ایک رحمانیت کی کشش ہے وہ اپنی جگہ کام کرتی ہے پھر گناہوں سے بخشش کے لئے رحمانیت کام آتی ہے جہاں کوئی شخص پھنسا وہاں اس کا رحمٰن بدل جاتا ہے اللہ کی طرف دوڑنے کے بجائے پہلا خیال اپنے دوستوں کا آتا ہے، اپنے تعلق والوں کا آتا ہے، افسر متعلقہ کا آتا ہے، اس سے رحم کی بھیک مانگوں اور جو بھی بخشش ہے اس کے بغیر ممکن نہیں گویا اس کی رحمانیت ہی ہے جو ڈھانپ لے تو میں بخشا جاؤں گا نہ ڈھانپے تو نہیں بخشا جاؤں گا۔ واقعۃً یہ توکل کس پر ہے یہ ہے اصل بات۔ اگر توکل غیر اللہ پر ہو تو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا بالکل بے معنی ہوگا۔ مرغی کے متعلق آتا ہے کہ انڈے کہیں دے، بیٹیں کہیں اور کرے۔ پس دین کو تو آپ نے بیٹوں سے بھر دیا ہو اور انڈے دوسرے گھروں میں دیتے ہوں اور جب ضرورت پڑے تو بیٹوں کے مقام پر جا کے انڈے مانگیں یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ آپ نے اگر رحمٰن سے تعلق رکھنا ہے تو پاکیزگی کا، رحم کا تعلق اس طرح رکھیں کہ اس کی رحمانیت کے مقابل پر کسی کی رحمانیت کو خاطر میں نہ لائیں۔ ہر مشکل، ہر مصیبت کے وقت پہلا خیال دعا کا ہو اور اس طرح بھی انسان اپنی شناخت کر سکتا ہے۔ اگر پہلا خیال دوسروں کا ہو اور ساتھ دعا بھی مانگے یا کہے کہ آپ میرا یہ کام کروا دیں اور دعا بھی کریں تو یہ جھوٹ ہی جھوٹ ہے۔ اگرچہ یہ ایک مشکل مسئلہ ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس راہ کے خطرات کو کھول کھول کر بیان کرتے ہوئے ہمیں سمجھایا ہے۔

فرمایا ہے تو کل اللہ پر کرنا، اس کی رحمانیت پر توکل کرنا، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ دنیا کے ذرائع جو خدا تعالیٰ نے پیدا فرمائے ہیں ان سے آپ منہ پھیر لیں اس لئے وہ ذرائع اختیار کرنے ہیں اوراس کے باوجود رحمٰن خدا کو سمجھنا ہے یا رب خدا کو سمجھنا ہے۔ جب تک آپ اس حقیقت کو نہیں سمجھ سکیں گے آپ کے تعلقات اپنے رب سے یا اپنے رحمٰن خدا سے درست ہو ہی نہیں سکتے۔سوال یہ ہے کہ وہ تعلقات آپ کی نظر میں ادنیٰ ہیں جو دنیا کے ہیں یا اللہ سے جو رحم کی توقع ہے وہ ادنیٰ ہے اور یہ باریک فیصلہ ہر انسان اپنی ذات کے اندر کرسکتا ہے، کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔ اگر کہیں دنیا کے اسباب انسان اس لئے اختیار کرتا ہے کہ میرے اللہ کا حکم ہے اور مسلسل یقین رکھتا ہے کہ ان اسباب کو پھل لگیں گے ہی نہیں جب تک خدا نہیں چاہے گا تو یہ اسباب پھر شرک نہیں ہیں، یہ عبادت بن جاتے ہیں اور اِیَّاكَ نَعۡبُدُ میں یہ داخل ہو جاتے ہیں پھر۔

پس اِیَّاكَ نَعۡبُدُ کا یہ مضمون بنے گا کہ اے خدا ہم مانگتے ہی نہیں بلکہ تو نے جو کچھ ہمیں مہیا کیا ہے سب کچھ اس راہ میں صرف کر رہے ہیں اب باقی ہمارے پاس کیا رہا ہے لیکن جو کچھ تو نے ذرائع اور اسباب ہمیں مہیا فرمائے تھے وہ تیری مرضی کے بغیر کام کر ہی نہیں سکتے اس لئے اپنا سب کچھ لے کے تیرے دربار میں حاضر ہو گئے ہیں۔ مانگتے بھی تجھ سے ہیں اور جیسے تو نے کہا وہ سب کر دیکھا ہے۔ اب نتیجہ نکالنا تیرے ہاتھ میں ہے۔اس لئے اِیَّاكَ نَسۡتَعِیۡنُ ہم تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں اور مدد چاہنے میں دعاؤں کے رنگ سیکھنے کا مضمون بھی داخل ہے اس کو وہاں تک پھیلائیں تو پھر اور بھی زیادہ آپ کی دعا میں وسعت پیدا ہو جائے گی اور گہرائی پیدا ہو جائے گی۔

یہ جو دعا کے مختلف طریق اِیَّاكَ نَعۡبُدُ کے حوالے سے میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں اس میں یہ بات بھی داخل اگر آپ کر لیں کہ اے خدا ہم تیری عبادت کرتے ہیں واقعۃً تعلق توڑ بیٹھے ہیں دوسروں سے جو تو نے کہا یہ کیا کروایسے موقع پر وہ کر رہے ہیں ہم اور اس کے باوجود ہم اپنی طاقت سے کچھ بھی حاصل نہیں کرتے کیونکہ ہماری دعاؤں میں بھی نہیں جانتے کہ وہ سوز اور وہ قوت ہے دل کی گہرائی سے اٹھنے والی دعاؤں کی قوت جو مقبولیت کا نشان بن جایا کرتی ہے، ہم نہیں جانتے کہ وہ قوت ان دعاؤں کو حاصل ہے کہ نہیں، ہم نہیں جانتے کہ ہمارے ذرائع کافی ہیں کہ نہیں۔ اب ذرائع ناکافی ہوں تو پھر انسان غیر اللہ کی طرف بھی دوڑ سکتا ہے۔ غیر اللہ کی طرف دوڑنے کا ایک معنی یہ ہے

کہ پورے ذرائع کام نہیں کرتے چلو رشوت دے کر کچھ ذرائع کو آسان کرلیں۔

تو یہ دعا ان معنوں میں پھر ایک عظیم دعا بنے گی اور کارآمد ہوگی کہ یہ فیصلہ کریں کہ جو کچھ ہماری طاقت میں تھا اس لئے کیا تھا کہ تو نے فرمایا تھا۔ اس لئے تو نہیں کیا کہ ہم ان چیزوں پر سہارا کر رہے ہیں اور ثبوت یہ ہے اِیَّاکَ یعنی صرف تیری عبادت کرتے ہیں۔ اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ بعض ناجائز ذرائع ہمارے رستے میں آئے تھے مہیا ہوئے تھے ہمیں لوگوں نے سمجھایا کہ اگر چاہو تو یہ کام کیا جا سکتا ہے مگر ہم رک گئے، ہم نے نہیں کیا تا کہ جب تیرے حضور یہ دعا لے کے حاضر ہوں کہ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ تو اس میں کسی قسم کا کوئی رخنہ نہ ہو، کوئی کھوٹ شامل نہ ہو۔ اس لئے اب سب کچھ ہم تیرے حضور حاضر کر رہے ہیں یہ دعا نامقبول ہو ہی نہیں سکتی، ناممکن ہے اور کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے بندوں نے اس کو آزما کے دیکھا ہے۔

جب ان شرطوں کے ساتھ آپ خدا کے حضور حاضر ہوں تو ہو ہی نہیں سکتا کہ یہ دعائیں مقبول نہ ہوں۔ اگر کہیں مقبول نہیں ہو رہیں یا لگتا ہے کہ مقبول نہیں ہو رہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اس کے دو ایسے پہلو ہیں جو پیش نظر رکھنا۔ ایک ہے وفا اور صبر کا پہلو۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ میں یہ بھی مضمون ہے کہ اے اللہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ اور صرف تجھ سے مدد مانگتے ہیں، یہ چند دن کا قصہ نہیں رہا، یہ چند مہینوں کی بات نہیں یہ سال دو سال کا ماجرا نہیں ہے ساری زندگی ہم یہی کریں گے تو پھر مایوسی کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا، پھر تو بال بڑھاپے سے بھڑک بھی اٹھیں تب بھی انسان یہی کہے گا کہ تیری دعا سے میں مایوس ہونے والوں میں سے نہیں ہوں تو بعض دفعہ دعا میں ایک صبر کا مضمون داخل ہوتا ہے جو اِیَّاکَ نَعۡبُدُ میں شامل ہے۔

پس اس لئے یہ کہنا کہ دعا مقبول نہیں ہوئی یہ درست نہیں، یہ دعا کی شرطوں کی آزمائش کا ایک طریق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم جو کہتے ہو کہ سب کچھ مجھے دے بیٹھے ہو، سب کچھ میرے سپرد کر دیا ہے، ساری زندگی کی وفائیں میرے قدموں میں ڈال دیں تو چلو دیکھتے ہیں کہ واقعۃً سچے بھی ہو کہ نہیں اور جب پھر انسان وفا کا معاملہ کرے تو بعض دفعہ ساری عمر کی مانگی ہوئی دعائیں بھی خدا ایسے لمحات میں قبول کر لیتا ہے جن لمحات میں دوسرے خدا کو چھوڑ کر جا رہے ہوتے ہیں اور ایسا شخص جو وفا کے ساتھ دعاؤں پر قائم رہتا ہے وہ ہمیشہ کے لئے خدا کی گود میں آجاتا ہے تو ایک یہ بھی وجہ ہے

کہ بسا اوقات انسان دھوکہ کھا جاتا ہے کہ میری دعا قبول نہیں ہو رہی۔

ایک اور بھی وجہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اور وجوہات میں سے بیان فرمائی ہے کہ بعض دفعہ جو انسان مانگ رہا ہے وہ اس کے حق میں اچھا نہیں ہوتا اور خدا تعالیٰ اس کی دعا کو رد نہیں کرتا بلکہ اس سے بہتر دے دیتا ہے اور بعض دفعہ جو مانگ رہا ہے اس کے لئے حالات کی تیاری قانون قدرت کے مطابق کچھ وقت چاہتی ہے اور وہ آناً فاناً تیاری ہو نہیں سکتی کیونکہ قانون قدرت کے خلاف ہے تو اس کے لئے بھی صبر کی ضرورت ہے اور توکل کی ضرورت ہے۔ فرمایا جہاں تم بظاہر نامقبول دعائیں بھی دیکھتے ہو یاد رکھنا اگر اس پر تم صبر سے کام لو اور اِيَّاكَ نَعْبُدُ کا پیچھا نہ چھوڑو، اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کی آواز بلند کرنی بند نہ کر دو تو جو تم مانگ رہے تھے اس سے بہت زیادہ دے گا، کچھ اس لئے کہ اس دعا نے جس رنگ میں یہ مانگی گئی ہے وہ قبول تو ہونا ہی ہونا تھا کچھ اس لئے کہ تمہیں جو وقتی طور پر ٹھوکر سی لگی صدمہ سا آیا کہ جو میں نے مانگا تھا وہ تو نہیں ملا۔ تو بعض دفعہ اللہ تعالیٰ اس طرح اشک شوئی کرتا ہے جو دیتا ہے اس سے زیادہ دیتا ہے جو مانگا گیا تھا اور بظاہر وہ قبول نہیں ہوا تو اپنی طرف سے جرمانہ ڈال دیتا ہے، خدا تعالیٰ کا تو کوئی جرمانہ نہیں مگر بندے بعض دفعہ اپنے پیار کے اظہار میں کہتے ہیں میں نے تمہیں کہا تھا میں چیز دوں گا، میں بھول گیا اب یہ میری طرف سے ایک اور ہے یہ جرمانہ ہے میرا۔ تو اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے جب وہ جھکتا ہے تو اتنا جھک جاتا ہے ذلیل ترین بندوں کے مقام تک پہنچ کر ان کو عطا کرتا ہے اور اپنے اوپر پابندیاں ڈال دیتا ہے کہ او ہو تمہیں تکلیف پہنچی اب میں تمہیں بڑھا کر دوں گا تا کہ تمہارے سارے صدمے دور ہو جائیں، ساری کوفت ختم ہو جائے۔

یہ عبادت کا مضمون ہے جس کے اور بھی بہت سے پہلو ہیں مگر سرِ دست میں یہی بیان کرنا کافی سمجھتا ہوں کہ عباد اللہ بننا لازم ہے ہم پر۔ اگر ہم اللہ کے بندے بن جائیں تو خدا کی ساری کائنات ہماری ہو جائے گی لیکن اللہ کے بندے اس لئے نہیں کہ کائنات ہماری ہو جائے گی۔ یہ کہ ہماری ساری کائنات اس کی ہو جائے اس روح کے ساتھ عبادت کریں، اس روح کے ساتھ خدا سے عبادت مانگیں تو دیکھیں دنیا کی تقدیر کتنی جلدی جلدی بدلتی ہے۔ کل عالم میں انقلاب برپا ہو جائے گا جس کی آپ تمنا لے کے اٹھے ہیں آج اور وہ آپ کے وقت کے اندازے، آپ کے اندازوں کے پیمانے بدل جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور قرآن کریم کی آیات سے سچی راہنمائی حاصل کر کے اس راہنمائی پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین